اثر

ثنا اسد

F-97، سیکٹر 7، جسولہ وہار، نئی دہلی۔110025

''میں نے بہت بڑی غلطی کی ۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا اور اپنی چھوٹی بہن سے مجھے گڑیا نہیں چھیننی چاہیے تھی ۔ وہ تو چپ چاپ سکون کے ساتھ اپنی گڑیا سے کھیل رہی تھی ۔ پھر میں نے اسے کیوں چھیڑا، پھر اگر چھیڑا بھی تھا تو اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا اور اگر تھپڑ مار بھی دیا تھا تو اسے دھکا دے کر زمین پر منہ کے بل کیوں گرایا؟ مجھے یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب اگر مجھے سزا مل رہی ہے تو بالکل ٹھیک ہی مل رہی ہے ۔ مجھ جیسے شرارتی بچے کو سخت سزا ملنی ہی چاہیے ۔'' یہ سوچتے ہوئے اس کا دل بھر آیا اور آنکھیں چھلک اٹھیں ۔ آج دن بھر کے سارے واقعات اس کے دماغ کی اسکرین پر فلم کے سین کی طرح ابھرنے لگے ۔ امر پال نے رومال سے اپنی آنکھوں کو پونچھا اور پھر ٹھنڈی آہ بھر کر سوچنے میں مصروف ہو گیا ۔ دراصل آٹھویں کلاس کے طالب علم کا نام اگرچہ امر پال تھا، لیکن مار پیٹ اور لڑائی جھگڑے میں وہ سب سے آگے تھا ۔ چھوٹی سی بات پر بھی وہ اسکول میں اپنے ہم جماعت طلبا سے لڑ پڑتا اور ہاتھ چھوڑ دیتا تھا، گھر میں بھی اپنے بہن بھائیوں سے وہ لڑتا جھگڑتا رہتا ۔ اسی لیے اکثر اپنے ماں باپ سے ڈانٹ بھی کھاتا رہتا تھا ۔ ۲/اکتوبر کو اسکول میں گاندھی جینتی کی چھٹی تھی، مگر امن کو سخت سزا ملی تھی ۔ وہ حسب عادت اپنی چھوٹی بہن شانتی سے اس کی گڑیا چھین رہا تھا ۔ جب بہن نے گڑیا نہیں دی تو اس نے شانتی کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ مارا اور اسے دھکا دے دیا ۔ وہ زمین پر اوندھے منہ گری ۔ اس کے ہونٹ اور ماتھے پر چوٹ لگنے کی وجہ سے خون نکل آیا تھا ۔ شانتی روتے ہوئے چلائی تو امی اور پاپا وہاں دوڑتے ہوئے آ گئے اور خون دیکھ کر گھبرا گئے ۔ امی نے فوراً اپنی بیٹی کے زخموں پر پھٹکری رکھ کر خون کو روکا ۔ پاپا نے شانتی کے زخمی ہونٹ اور ماتھے پر دوا لگائی ۔ شانتی درد سے کراہ رہی تھی اور رو بھی رہی تھی، مگر امن وہاں سے رفو چکر ہو چکا تھا اور اپنے کمرے میں جا کر بیڈ پر لیٹ گیا تھا ۔ وہ یہ سوچ کر خوف زدہ بھی تھا کہ اسے آج سخت سزا ملے گی ۔ دراصل پاپا اسے کئی بار لڑنے بھڑنے اور مار پیٹ سے دور رہنے کی تاکید کر چکے تھے ۔ کیونکہ امن کے اسکول سے بھی آئے دن اس کی شکایتیں آتی رہتی تھیں ۔ کبھی کسی ہم جماعت لڑکے کی قمیص پھاڑ دی، کبھی کسی کے تھپڑ مار دیا اور کبھی کسی کو بے وجہ دھکا دے دیا ۔ اکثر ٹیچر بھی اس کی مار پیٹ سے تنگ آ کر اسے ڈانٹتے یا بینچ پر کھڑا کر دیتے تھے ۔ خود پرنسپل صاحب نے بھی اس کی سرزنش کی تھی اور سمجھایا تھا

کہ مار پیٹ کرنے والے بچے کبھی آگے نہیں بڑھتے۔ شرارتی بچہ ہمیشہ پڑھائی میں پچھڑ جاتا ہے،لیکن امر پال پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔اس کی شرارتیں اور مار پیٹ کرنے کی عادت بدستور برقرار تھی۔ درحقیقت دوسروں کو چھیڑنے اور پریشان کرنے میں اسے مزہ آتا تھا،لیکن بطور سزا ڈانٹ اور بڑوں سے مار کھا کر سارا مزہ کرکرا بھی ہوجاتا تھا اور وہ شرارتیں اور تشدد کو چھوڑنے کے بارے میں سوچتا،لیکن چھوڑ نہیں پاتا تھا۔ دراصل امن پانچویں کلاس تک بہت شریف اور شرمیلا طالب علم تھا۔ وہ ہر کلاس میں اچھے نمبر اور گریڈ حاصل کرتا تھا۔اسکول میں اور اپنے گھر میں کسی سے نہ تو جھگڑتا اور نہ ہی مار پیٹ کا سہارا لیتا تھا،لیکن چھٹی کلاس میں آنے کے بعد جب اس نے اپنے ہم جماعت موہن کمار کے پاس موبائل دیکھا اور اس میں مار پیٹ یعنی تشدد سے بھر پور سپر مین جیسے بچوں کے سیریل اور فلمیں دیکھیں تو امن کو مار پیٹ سے لگاؤ پیدا ہونے لگا اور اس نے امی سے موبائل دلانے کی ضد کی۔ امی نے اس کے پاپا سے سفارش کر کے موبائل دلا بھی دیا۔موبائل ملتے ہی امن پڑھائی کم کرنے لگا اور مار پیٹ سے بھر پور بچوں کے سیریل اور فلمیں زیادہ دیکھنے لگا۔اب اس کا دل بھی اسپائڈر مین کی طرح مار پیٹ کرنے کے لیے بیتاب ہونے لگا۔ درحقیقت وہ خود کو سپر مین سمجھنے لگا تھا۔

آہستہ آہستہ امن اپنے اسکول اور گھر میں لڑنے بھڑنے اور مارنے پیٹنے میں زیادہ دلچسپی لینے لگا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی بہن شانتی کو ذرا سی بات پر مارا اور دھکا دیا تھا۔ اس کے کلاس ٹیچر نے جب اس کے پاس موبائل دیکھا تھا تو امن کے پاپا سے تاکید کی تھی کہ موبائل امن کے پاس نہ رہنے دیا جائے ورنہ وہ اور بگڑ جائے گا۔اس شکایت اور تاکید پر اس کے پاپا نے اس سے پندرہ دن پہلے ہی موبائل لے کر لاک والی الماری میں رکھ دیا تھا۔موبائل چھین لیے جانے کا بھی امن کو غصہ تھا اور اس غصے کو اس نے اپنی بہن پر اتار دیا تھا۔

شانتی کی چوٹ کے بعد اس کے پاپا بہت ناراض تھے۔وہ اسے تلاش کرتے ہوئے امن کے کمرہ میں گئے اور اسے پھٹکار لگاتے ہوئے کہا'' آج تمہیں سخت سزا ملے گی۔تم سارے دن اس کمرہ میں بند رہو گے۔'' یہ کہہ کر انھوں نے کمرہ کا دروازہ غصے سے بند کیا اور کمرہ سے باہر چلے گئے۔انھوں نے باہر جا کر دروازہ کی کنڈی لگا دی۔کمرہ میں قید ہو کر پہلے تو امن کو گھبراہٹ ہوئی اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا،لیکن جب اس نے کھڑکی کھولی تو ٹھنڈی ہوا باہر سے اندر آئی۔وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب کسی سے مار پیٹ نہیں کروں گا اور بہن کے ساتھ بھی محبت سے پیش آؤں گا کہ باہر سے ایک گانے کی آواز آئی جو مہاتما گاندھی کے بارے میں ٹی وی پر آرہا تھا اور جس کے بول تھے:

دے دی ہمیں آزادی بنا کھڈگ بنا ڈھال
سا برمتی کے سنت تو نے کردیا کمال

گانا ختم ہونے کے بعد ایک لیڈر کی تقریر شروع ہوگئی۔گاندھی جینتی کے موقع پر وہ کہہ رہے تھے'' گاندھی

جی سچے ہندوستانی تھے۔ انھوں نے ہندوستان کی روح 'اہنسا پرمو دھرما' یعنی عدم تشدد ہی سب سے بڑا مذہب ہے، کو اپنے کردار میں اتارا تھا۔ یعنی بغیر لڑے جھگڑے اور مار کاٹ کے بغیر گاندھی جی نے دیش کو آزاد کرایا تھا۔ وہ اہنسا میں پورا یقین رکھتے تھے۔ آج دیش میں اہنسا کی ہی سب سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ لڑائی جھگڑے اور خون خرابے سے کوئی ملک یا انسان ترقی نہیں کرسکتا۔ اس سے صرف تباہی و بربادی آتی ہے۔ گاندھی جی کو سچا خراج عقیدت یہی ہے کہ ہم ہنسا کو چھوڑیں'' لیڈر کی تقریر سن کر امر پال بہت متاثر ہوا اور اس نے یہ عہد کیا کہ اب وہ کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا اور مار پیٹ نہیں کرے گا بلکہ گاندھی جی کے اہنسا کے راستے پر ہی چلے گا۔

جب شام کو اس کی امی نے کمرے کی کنڈی کھول کر اسے باہر نکالا تو وہ ان کے قدموں پر گر پڑا اور معافی مانگتے ہوئے کہا ''میں اب کبھی مار پیٹ اور جھگڑا نہیں کروں گا۔ میں گاندھی جی کے اہنسا کے راستے پر چلوں گا۔ امی میں آپ کا کہنا بھی مانوں گا۔'' دریں اثنا وہاں اس کے پاپا بھی آگئے تھے۔ امن نے ان کے پیروں پر اپنا سر رکھ کر روتے ہوئے ان سے بھی معافی مانگی اور اپنے عہد کو دوہرایا۔ جب وہاں شانتی آئی تو امن نے اسے بھی 'سوری' کہا۔ اس دن کے بعد امر پال واقعی امن کا پتلا بن گیا۔ اب وہ کسی سے نہ تو مار پیٹ کرتا ہے اور نہ ہی جھگڑتا ہے۔ گاندھی جی کے اہنسا کے اصول اور ان کے آدرشوں کا امر پال پر گہرا اثر پڑا۔ اب سب ٹیچر اور گھر والے اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے عہد پر قائم ہے اور حقیقت میں امن پسند ہو گیا ہے۔

○○

سائنس کے دلچسپ مضامین

اس کتاب کے مصنف محمد خلیل بنیادی طور پر ایک سائنس داں ہیں۔ انھوں نے طویل عرصے تک مرکزی حکومت کے زیر انتظام شائع ہونے والے میگزین ''سائنس کی دنیا'' کی ادارت کی ہے۔ وہ اس بات سے بڑی حد تک واقف ہیں کہ بچوں کے لیے کس طرح کے سائنسی مضامین پیش کریں۔ اس کتاب میں انھوں نے سادہ اور سہل انداز میں بچوں کو سائنس کی باتیں بتائی ہیں اور انھیں یہ سمجھایا ہے کہ سائنس کوئی مشکل موضوع نہیں ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے ان موضوعات کو منتخب کیا ہے جو ہمارے اردگرد بکھرے ہوئے ہیں اور باتوں باتوں میں بچوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ سائنس کی ترقیات نے انسانی زندگی پر بڑا مثبت اثر ڈالا ہے اور انسانی زندگی کے اکثر شعبے سائنس کے اثرات سے خالی نہیں ہیں۔ اس کتاب میں شامل بعض مضامین ایسے ہیں جو بچوں کے ساتھ بڑوں کی توجہ بھی اپنی جانب مبذول کریں گے۔

مصنف: محمد خلیل　　　صفحات: ۸۰، قیمت: تیس روپے

ناشر: اردو اکادمی، دہلی